

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# آخری چہار شنبہ

مؤلف

منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور

ملنے کا پتا

جامع مسجد گنیمینہ

977-A، بلاک بی III، گجر پورہ سکیم لاہور 6880027

# جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

”آخری چہار شنبہ“

نام کتاب

منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے)

مؤلف

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور

محمد علی بن جاوید یوسفی

کمپوزر

محمد عثمان علی یوسفی

ابوبکر کمپوزنگ سینٹر چائنہ سکیم لاہور

کمپوزنگ سینٹر

فون: 6846677

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

پروف ریڈرز

علامہ محمد مبارک علی یوسفی، رشید احمد جنجوعہ یوسفی

۲۲۰۰

باراول

۳۰۰۰

باروم

صفر المظفر ۱۴۲۸ھ، مارچ ۲۰۰۷ء

سن اشاعت

۲۰ روپے

ہدیہ

صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (M.C.S)

ناشرین

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

www.seedharastah.com

ویب سائٹ ایڈریس

info@seedharastah.com

ای۔ میل ایڈریس

## فہرست مضامین

### عنوانات

### صفحہ نمبر

### نمبر شمار

- ۱- سرورق - ۲
- ۲- فہرست - ۳
- ۳- پیش لفظ - ۴
- ۴- آخری چہار شنبہ کیا ہے؟ - ۶
- ۵- آخری چہار شنبہ کے متعلق تفصیل ملاحظہ فرمائیں - ۱۰
- ۶- حجتہ الوداع - ۱۰
- ۷- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں - ۱۰
- ۸- الرفیق الاعلیٰ - ۱۱
- ۹- اذا جاء نصر اللہ - ۱۳
- ۱۰- ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں - ۱۴
- ۱۱- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو جہاد کے لئے روانہ فرمانا - ۱۵
- ۱۲- تاریخ طبری میں ہے - ۱۶
- ۱۳- تاریخ ابن خلدون میں ہے - ۱۶
- ۱۴- الکامل فی التاریخ میں ہے - ۱۶
- ۱۵- طبقات ابن سعد میں ہے - ۱۷
- ۱۶- کتاب الوفاء میں ہے - ۱۷
- ۱۷- مدارج النبوت میں ہے - ۱۸
- ۱۸- البدایہ والنہایہ میں ہے - ۱۸
- ۱۹- تاریخ خمیس میں ہے - ۱۸
- ۲۰- سیرت ابن ہشام میں ہے - ۱۹
- ۲۱- شدتِ عارضہ کے دوران سرانور پر پانی اٹھایا - ۲۰
- ۲۲- ملک الموت علیہ السلام کا اجازت لینا - ۲۳
- ۲۳- ظاہری دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری دن یا آخری پیر - ۲۵

## پیشِ لفظ

تمام تعریفیں رب کائنات جل مجدہ الکریم کے لئے ہیں، جس نے تمام جہانوں اور جہانوں کے رہنے والوں اور خصوصاً ایمان والوں پر احسانِ عظیم فرمایا کہ اپنے عظیم پیارے محبوب حضرت محمد ﷺ کو بے مثل نوری بشر بنا کر مبعوث فرمایا اور ہمیں اُن کا صحیح العقیدہ اُمتی بنایا۔ اس احسانِ عظیم پر بارگاہِ خداوندی میں دُعا ہے کہ زندگی حضور نبی کریم ﷺ کے عشق اور غلامی میں گزر جائے۔ سرور کون و مکاں علیہ التحیۃ والثناء کی عقیدت، محبت، عظمت اور اطاعت ہمارے ایمان کی بنیاد رہے۔ ہمارے شب و روز اس عقیدت و محبت کا مظاہرہ ہوں۔ ہم مسلمانوں کے سینوں میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں رہے، اس نعمت کبریٰ کا جتنا شکر ادا کیا جائے، اتنا ہی کم ہے۔ اہل ایمان کی نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر ہیں (ﷺ)۔ آپ ﷺ سے عشق و محبت کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کو بہترین نمونہ زندگی سمجھتے اور یقین رکھتے ہوئے اُس پر کاربند رہا جائے۔

بعض اوقات انسان اظہارِ محبت میں ایسا کام کرتا ہے جس کا کوئی جواز نہیں ہوتا مثلاً کئی لوگ صفر المظفر کے آخری بدھ کو صبح سویرے باغات کی سیر کے لئے نکل جاتے ہیں اور کہتے ہیں چونکہ ”ماہ صفر المظفر کے آخری بدھ کو محبوب کائنات ﷺ نے غسلِ صحت فرمایا تھا اور باغ میں چہل قدمی فرمائی تھی۔ اس لئے ہم نبی کریم ﷺ کی محبت و عقیدت میں ایسا عمل کرتے ہیں۔“

حضور نبی کریم ﷺ سے انتہائی محبت و عقیدت کی وجہ سے ایسے لوگوں نے اپنے خیال میں ماہ صفر المظفر کے آخری بدھ (یعنی آخری چہار شنبہ) کو باغات کی سیر کو سنت قرار دے لیا ہے جبکہ نہ تو یہ سنت ہے اور نہ ہی نبی کریم ﷺ اس دن صحت یاب ہوئے اور نہ ہی آپ ﷺ سیر کے لئے باغ میں تشریف لے



گئے بلکہ اس دن آپ ﷺ کے عارضہ کا آغاز ہوا۔

سیر کرنے والے حضرات اس روز اپنی بے پردہ بیگمات، بیٹیاں اور بہنیں بھی باغات میں لے جاتے ہیں اور مرد و زن مخلوط انداز میں چہل قدمی کرتے نظر آتے ہیں۔ مذکورہ بالا افراد ایسی کوئی سند پیش نہیں کر سکتے کہ سرکارِ کائنات ﷺ نے اپنی عظیم المرتبت ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ہمراہ آخری بدھ کو ایسی سیر کی ہو۔ ان حضرات کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صفر المظفر کے آخری بدھ کو باغ میں اپنی مقدس، بے مثال ازواجِ مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کے ساتھ سیر نہیں کی۔

عوام الناس کی بے خبری کے اس عمل پر بعض لوگوں نے فتویٰ جاری کیا ہے کہ ”یہ دن خوشی منانے کا نہیں۔ البتہ یہود و نصاریٰ اور رسول کریم (ﷺ) کے دشمنوں کے لئے شادمانی کا دن ہو سکتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو سوچنا چاہئے کہ وہ اس رسم کو اپنا کر کہیں حضور کریم (ﷺ) کی مرض وفات کا جشن تو نہیں منا رہے۔“ ایسے لوگوں پر افسوس ہے جو ایسا کہتے ہیں اور منفی اور غیر اصلاحی انداز اپنا کر اپنی بے سکون روح کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ ارشادِ ربانی ”ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ“ کی طرف حکمت کے ساتھ دعوت دو کے تحت تعلیم دی جاتی۔ مگر سچی بات یہ ہے کہ منتشر ذہنیت والے لوگ یا افراد جماعت حکمت سے خالی ہوتے ہیں۔ اور ان خوش عقیدہ کم علم اور بے خبر لوگوں پر بھی حیرت ہے جو بے شمار فرائض و واجبات اور احکامات کو تو فراموش کئے ہوئے ہیں لیکن آخری چہار شنبہ کے اپنے اختراع کردہ بے اصل واقعہ کو منانے کا بڑا دھیان رکھتے ہیں اور بہت بڑا فرض سمجھ کر اس دن سیر کرتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ صراطِ مستقیم نصیب فرمائے (آمین)۔

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

## آخری چہار شنبہ کیا ہے؟

سوال: آخری چہار شنبہ کے کیا معنی ہیں؟

جواب: اردو میں آخری اُسے کہتے ہیں، جو گنتی میں سب سے آخر میں ہو۔ جیسے مسجد یا گھر میں محفل میلاد النبی ﷺ ہوتی ہے تو سٹیج سیکرٹری اعلان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اب آخر میں فلاں صاحب، رسول کریم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں ہدیہ نعت شریف پیش کرتے ہیں۔ رہا چہار شنبہ کا معنی تو چہار شنبہ فارسی کا لفظ ہے۔ اس کا معنی ہے بُدھ۔ تو آخری چہار شنبہ کا معنی ہوا ”آخری بُدھ“۔

سوال: بُدھ تو ہر منگل کے بعد ہمیشہ سے آرہا ہے۔ تو پھر یہ آخری بُدھ کیسے ہوا؟

جواب: اگرچہ بُدھ سات دنوں میں ہر منگل کے بعد آتا ہے لیکن آخری چہار شنبہ یعنی آخری بُدھ سے مراد وہ بُدھ ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری زمانہ حیات میں آپ ﷺ کے وصال پاک سے پہلے صفر المظفر کے مہینہ میں آخری تھا۔

سوال: صفر المظفر سے کیا مراد ہے؟

جواب: صفر المظفر اسلامی مہینوں میں سے ایک مہینے کا نام ہے، جو محرم الحرام کے بعد آتا ہے۔

سوال: اسلامی سال کا آغاز کس مہینے سے ہوتا ہے؟

جواب: اسلامی سال کا آغاز محرم الحرام کے مہینے سے ہوتا ہے۔

سوال: اسلامی مہینوں کے نام ترتیب وار بتا دیں تاکہ یاد تازہ ہو جائے۔

جواب: اسلامی مہینوں کے نام ترتیب وار اس طرح ہیں:

۱۔ محرم الحرام، ۲۔ صفر المظفر، ۳۔ ربیع الاول، ۴۔ ربیع الآخر، ۵۔ جمادی الاول،

۶۔ جمادی الآخر، ۷۔ رجب المرجب، ۸۔ شعبان المعظم، ۹۔ رمضان المبارک،

۱۰۔ سوال المکرم، ۱۱۔ ذی عقدہ اور ۱۲۔ ذی الحجہ۔

سوال: سنا ہے ماہ صفر المظفر میں بیماری، نحوست اور بھوت پریت کا نزول ہوتا ہے؟

جواب: یہ غلط ہے۔ کسی حدیث شریف میں ایسا ذکر نہیں آتا۔

سوال: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ صفر المظفر کے مہینے میں مصیبتیں اور آفتیں نازل ہوتی ہیں۔

جواب: شریعت اسلامیہ نے اس بات کی بھی نفی کی ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں حدیث شریف لکھی ہے کہ ”صفر“ کوئی چیز نہیں۔ ۱۔

سوال: یہ کہا جاتا ہے کہ آخری بدھ کو رسول کریم ﷺ صحت یاب ہوئے تھے اور غسل صحت فرمایا تھا؟

جواب: یہ غلط ہے بلکہ جس مرض اقدس میں آپ ﷺ کا وصال مبارک ہوا تھا، اُس کا آغاز اس دن (یعنی آخری بدھ) سے ہوا تھا۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ آخری چہار شنبہ کے دن باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: جی نہیں! یہ بات غلط ہے۔

سوال: آخری چہار شنبہ کی صبح لوگ نماز فجر پڑھیں یا نہ پڑھیں، باغوں میں سیر کے لئے چلے جاتے ہیں اور کہتے ہیں، نبی کریم ﷺ باغ کی سیر کرنے گئے تھے کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: جی نہیں! یہ بات درست نہیں۔ آج کل تو لوگوں نے حد کر دی ہے۔ من گھڑت رسومات اختیار کر رکھی ہیں۔ اپنی جوان بیٹیوں، بہنوں اور بیویوں کو باغات میں لے جاتے ہیں۔ وہاں نامحرم مرد و زن کی چہل قدمی اور بے پردگی کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ جو لوگ چہار شنبہ کے دن اپنی عورتوں کو باغات میں لے کر جاتے ہیں وہ خلاف شرع فعل کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ بات رسول کریم ﷺ کی سنت

۱۔ بخاری جلد ۲ ص ۸۵۱، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۲۶۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۶۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۲۱۶، مصنف عبدالرزاق جلد ۱۰ ص ۴۰۴۔

مبارکہ سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔ یہ غلط طریقہ ہے جو بے علم لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کسی بھی صورت میں سچائی کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

سوال: ”آخری بُدھ“ کی ایسی پابندی اور سیر کے اہتمام کی آخر کیا وجہ ہے؟  
جواب: نادان لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اس دن حضور نبی کریم ﷺ یاب ہوئے تھے۔ آپ ﷺ پر ہم اور ہمارے ماں باپ قربان ہوں۔ خیال اچھا ہے لیکن واقعہ ایسا نہیں ہے۔ ان لوگوں کی سوچ پر حیرت ہے جو بے شمار فرائض و واجبات اور دیگر احکامات کو تو فراموش کئے ہوئے ہیں لیکن آخری چہار شنبہ کے اپنے اختراع کردہ بے اصل واقعہ میں بڑے ہوشیار ہیں۔ ان مسلمانانِ ملت کی خدمت میں نہایت ادب و احترام سے گزارش ہے کہ اپنے پیارے محبوب نبی الانبیاء ﷺ کی حیاتِ مقدسہ کا انتہائی عقیدت و احترام اور عشق و محبت سے مطالعہ کریں تاکہ حقائق معلوم ہوں۔

سوال: اس دن چھٹی کے بارے میں کیا خیال ہے؟  
جواب: اسلام میں اس دن کام کاج سے کوئی چھٹی نہیں۔

سوال: جو لوگ اس دن جلوس نکالتے ہیں کیا ان کا یہ عمل صحیح ہے؟

جواب: جن لوگوں نے آخری چہار شنبہ کے جلوس کا آغاز کیا ہے وہ اپنی بے سند بات پر بلاوجہ اڑے ہوئے ہیں۔ ویسے جلسے جلوس نکالنے میں کوئی حرج نہیں۔ جلسے جلوس تو اظہارِ خوشی یا اظہارِ ناراضگی یا اظہارِ غم کے لئے ہوتے ہیں۔ آخری چہار شنبہ کے دن جلوس نکالنے والوں کے نزدیک اظہارِ خوشی ہوتا ہے اور اظہارِ خوشی میں اُن کی نیت رسول کریم ﷺ کی صحت یابی ہوتی ہے لیکن انہیں معلوم نہیں کہ آخری بُدھ آپ ﷺ کی مرض و وفات کے آغاز کا دن ہے۔ ایسے حضرات و خواتین کو یہ تو سمجھایا جاسکتا ہے کہ اُن کا خیال اور انداز درست نہیں بہر حال یہ تو سوچا بھی نہیں جاسکتا کہ مسلمان رسول کریم ﷺ کے بیمار ہونے پر خوش ہو کر جلوس نکالتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ایسا سوچتا ہے یا کہتا ہے تو وہ انتہائی بدگمان اور بہتان باز ہے۔

سوال: آخری چہار شنبہ کے جلوس کے لئے بڑے بڑے اشتہارات شائع کئے جاتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

جواب: اگرچہ اشتہارات کا شائع کیا جانے نیت خیر سے ہے مگر خلاف واقع ہونے کی وجہ سے غلط معلومات کی اشاعت ہے۔ اس کو روکنے کے لئے تمام اچھی اور احسن تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔ ایسے لوگوں کو سمجھانے اور ایسے لوگوں کے سمجھنے میں ہی بہتری ہے۔

سوال: کیا یہ لوگ جو اشتہارات چھاپ کر جلوس نکالتے ہیں اہلسنت و جماعت کے لوگ ہیں؟

جواب: جی ہاں! ہیں تو اہلسنت و جماعت کے لوگ، لیکن بے علم ہیں، خود پسندی، نمود و نمائش اور ذاتی مشہوری کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ ان کی صحت یابی کے لئے دُعا بھی کرنی چاہیے اور معتبر علماء کرام کے ذریعے ان کو سمجھانا بھی چاہیے۔ انہیں اس جلوس کو انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔ بلکہ حقیقت کو تسلیم کر کے صحیح راہ اختیار کرنی چاہیے۔

سوال: کیا مساجد میں خطباء اور علماء کو اس موضوع پر گفتگو کرنی چاہیے؟

جواب: علماء اور خطباء کو حکمت کے ساتھ اور اچھے انداز میں شرک و بدعت اور کفر کے فتوے لگائے بغیر دعوتِ حق اور اصلاحِ احوال کے لئے تبلیغ کرنی چاہیے۔

سوال: کیا اس سلسلہ میں وزارت مذہبی امور، محکمہ اوقاف یا حکومت کے دیگر اربابِ حل و عقد، ڈی۔ سی۔ اوز وغیرہ کو کوئی عملی قدم اٹھانا چاہیے؟

جواب: جی ہاں! اس سلسلہ میں انتظامیہ کو پہلے ان لوگوں کے ساتھ افہام و تفہیم کے لئے میٹنگز کرنی چاہئیں تاکہ کسی قسم کی انتظامی بد امنی نہ پھیلے۔ متعلقہ افراد جن کا تعلق یقیناً سیاسی اور سماجی حلقوں کے ساتھ ہوگا اور ہو سکتا ہے وہ اس کو اپنی سیاسی یا سماجی شکست سمجھیں۔ مگر اس میں اہلسنت و جماعت کا اجتماعی فائدہ ہے۔ جو لوگ اہلسنت و جماعت کے مخالف ہیں وہ ہر وقت مخالفت کا کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کرتے رہتے ہیں۔ ان کی طرف سے مخالفت کا مقصد اصلاحِ احوال نہیں ہوتا بلکہ ان کا



مقصد انتشار، جھگڑا، نفرت اور تفرقہ بازی ہوتا ہے اور یہ بات یقیناً نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ کلمہ طیبہ پڑھنے والے صحیح العقیدہ مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانا نہ تو احسن بات ہے اور نہ ہی تعلیم اسلام ہے۔

سوال: آخری ”چہار شنبہ“ سے متعلق تفصیل کیا ہے؟

جواب: پہلی بات تو یہ ذہن نشین کر لیں کہ آپ ﷺ اس دن صحت یاب نہیں ہوئے بلکہ آپ ﷺ کے مرض کا آغاز ہوا ہے۔

## آخری چہار شنبہ کے متعلق تفصیل ملاحظہ فرمائیں

### ۱۔ حجۃ الوداع:

حضور نبی کریم ﷺ نے ۹ ہجری کو حج ادا فرمایا، اس موقع پر احکام دین کی تعلیم کے بعد اس جہان فانی سے اپنی رحلت کی جانب اشارہ فرمایا اور مسلمانوں کو ”وداع“ فرمایا اور فرمایا کہ شاید آئندہ سال میں تم میں نہ ہوں۔ اسی بنا پر اس حج کو ”حجۃ الوداع“ کہا گیا ہے۔ پھر شروع ماہ صفر المظفر میں سرور انبیاء ﷺ نے سفر آخرت کی تیاری بھی شروع فرمادی تھی۔ شہدائے اُحد جو بَلْ أَحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ کے مزدہ جانفزاں سے فیض یاب تھے۔ آٹھ برس بعد آخری مرتبہ آپ ﷺ نے اُن کو اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ شہدائے اُحد کے گنج شہیداں پر تشریف لے گئے، جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

### ۲۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ قَتْلَى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِينَ كَالْمُودِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطٌ وَأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيدٌ وَإِنَّ مَوْعِدَكُمْ الْحَوْضُ وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ وَأَنَا فِي مَقَامِي هَذَا وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ



الْأَرْضِ وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَىٰ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخْشَىٰ عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا وَزَادَ بَعْضُهُمْ فَتَقَتَلُوا فَتُهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ۚ

”یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے اُحد (کے مزارات پر جا کر اُن) کی شہادت کے آٹھ سال بعد نمازِ جنازہ پڑھی۔ زندہ اور فوت شدہ لوگوں کو رخصت فرمانے والوں کی طرح۔ پھر آپ (ﷺ) منبر مبارک پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر نگرانِ گواہ ہوں اور (میرے) تمہارے (ملنے کے) وعدہ کی جگہ حوض (کوثر) ہے اور میں (قسم کھا کر کہتا ہوں) کہ میں اُسے (یعنی حوضِ کوثر کو) اپنی اسی جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔ ۳ اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں۔ میں تم پر خوف نہیں کرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے ۴ لیکن میں اس بات کا خوف کرتا ہوں کہ تم دنیا (کی محبت) میں رغبت کر جاؤ گے اور بعض نے یہ بات زیادہ بیان کی ہے کہ تم آپس میں جنگ کرو گے اور تم اسی طرح ہلاک ہو جاؤ گے۔ جیسے تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے۔“

الرفیق الاعلیٰ:

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے

۲۔ بخاری جلد ۲ ص ۵۷۸، فتح الباری جلد ۷ ص ۴۴۲، ہفت روزہ الاعتصام جلد ۴ ص ۱۵ شمارہ ۳۳، جلد ۴۵، شمارہ ۳ ص ۱۳، مشکوٰۃ ص ۵۴۷، رحمۃ للعالمین جلد ۱ ص ۲۴۴، عدۃ القاری جلد ۹ جز ۷ ص ۱۴۱ تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۰۳، تفہیم البخاری جلد ۶ ص ۱۱۸، مختصر سیرۃ الرسول جلد ۱ ص ۴۵۸۔ شرح السنۃ جلد ۷ ص ۱۱۵، مسلم جلد ۲ ص ۲۵۰۔ ۳ معلوم ہوا حضور اکرم ﷺ آسمانوں سے پیچھے بھی دیکھتے ہیں اور زمین کے نیچے بھی دیکھتے ہیں۔ اہلحدیث کے رسالہ ”الاعتصام“ میں جس کا حوالہ دیا گیا، محمد اسلم اسلامی مضمون نگار اور قاضی منصور پوری صاحب نے ”رحمۃ للعالمین“ میں ترجمہ کیا ہے۔ ”واللہ میں اپنے حوض کو یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ ۴ حضور نبی کریم ﷺ کو اپنی امت پر اعتماد فرماتے ہیں کہ میری امت شرک نہیں کرے گی۔ مگر پندرہویں صدی کے فتویٰ ساز حضرات بات بات پر مسلمانوں کو مشرک کہہ کر اپنے آپ کو خارج اسلام کر رہے ہیں۔

فرماتی ہیں، مجھ پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتوں میں سے یہ نعمت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے میرے گھر میں اور میرے دن اور میرے گلے اور سینے کے درمیان وصال فرمایا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرے تھوک اور آپ ﷺ کے تھوک کو، نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت جمع فرمایا۔ فرماتی ہیں کہ میرے پاس (میرے بھائی حضرت) عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہما) آئے۔ اُن کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں نبی کریم ﷺ کو تکیہ دیئے بیٹھی تھی، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ (حضرت) عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ) کو دیکھ رہے ہیں۔ میں پہچان گئی کہ آپ ﷺ مسواک (کرنا) چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا میں اسے (یعنی مسواک کو) آپ ﷺ کے لئے لے دوں؟ تو آپ ﷺ نے سر (مبارک) کے اشارے سے فرمایا: ہاں! تو میں نے وہ لے لی۔ آپ ﷺ پر مسواک سخت ہوئی، میں نے عرض کیا کہ کیا میں اسے آپ ﷺ کے لئے نرم کر دوں؟ تو سر مبارک سے اشارہ فرمایا: ہاں! چنانچہ میں نے مسواک (منہ میں چبا کر) نرم کر دی تو نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے (نورانی) دانتوں (مبارک) پر پھیرا۔ آپ ﷺ کے پاس برتن تھا جس میں پانی تھا پھر آپ ﷺ اپنے دونوں (نورانی) ہاتھوں (مبارک) پر پانی ڈالتے اور اپنے (نورانی) ہاتھ (مبارک) اپنے (نورانی) چہرہ (مبارک) پر پھیرنے لگے اور فرماتے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكْرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى حَتَّى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ ۝ ”یعنی کوئی معبود برحق نہیں، سوائے اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے بے شک موت کی بہت سختیاں ہیں، پھر اپنا (نورانی) ہاتھ (مبارک) کھڑا کیا پھر فرمانے لگے کہ اوپر والے ساتھیوں میں حتیٰ کہ جان مبارک قبض کر لی گئی اور آپ ﷺ کا (نورانی) ہاتھ (مبارک) جھک گیا۔“

## اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: جب آیت مبارکہ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ نازل ہوئی تو رسول کریم ﷺ نے خاتون جنت حضرت بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور فرمایا: نُعِيتُ اِلَيَّ نَفْسِي ”مجھے دنیا سے جانے کی خبر دے دی گئی“ وہ روئیں، تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: لَا تَبْكِي فَإِنَّكَ أَوَّلُ أَهْلِي لَا حِقُّ بِي ”مت روؤ کیونکہ میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گئی“۔ آپ ہنس پڑیں۔ انہیں بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے دیکھا وہ بولیں: اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہم نے تمہیں دیکھا کہ پہلے تم روئیں پھر ہنس پڑیں آپ نے فرمایا مجھے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ انہیں دنیا سے جانے کی خبر دے دی گئی ہے تو میں رونے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: مت روؤ، کیونکہ تم میرے گھر والوں سے سب سے پہلے مجھ سے ملو گئی، تو میں ہنس پڑی اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ اور یمن والے آئے اور وہ دلوں کے نرم ہیں۔ ایمان تو یمن والوں کا ہے اور حکمت یمن والی ۱۔

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول کریم ﷺ اپنی تندرستی میں فرماتے تھے: اِنَّهُ لَنْ يُقْبَضَ نَبِيٌّ حَتَّى يُرَى مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ تُخَيَّرُ ”اللہ تبارک و تعالیٰ کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وفات نہیں دیتا حتیٰ کہ انہیں اُن کا جنتی مقام دکھا دیا جائے۔ پھر انہیں اختیار دے دیا جائے“۔ اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جب آپ ﷺ پر نزع کا عالم طاری ہوا اور آپ ﷺ کا سر انور میری ران پر تھا تو آپ ﷺ پر غشی آ گئی، پھر افاقہ ہوا پھر آپ ﷺ نے اپنی نظر چھت کی طرف اٹھائی پھر فرمایا: اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْاَعْلٰی ”یا اللہ (جل جلالک) میں نے اوپر والے

ساتھی قبول کئے۔ فرماتی ہیں، میں نے کہا اب رسول کریم ﷺ ہمیں اختیار نہیں فرمائیں گے۔ فرماتی ہیں، میں پہچان گئی کہ یہ وہی حدیث ہے جس کی رسول کریم ﷺ ہمیں اپنی تندرستی میں خبر دیتے تھے۔ اس فرمان کے متعلق کہ ”کوئی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات نہیں دیئے جاتے حتیٰ کہ انہیں اُن کا جنتی مقام دکھا دیا جاتا ہے، پھر اختیار دیا جاتا ہے۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، آخری بات جو رسول کریم ﷺ نے کی وہ یہی تھی کہ اَللّٰهُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی کے ”یا اللہ (جل جلالک) میں نے اوپر والے ساتھی قبول کئے۔“

۳۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

رَجَعَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ مِّنْ جَنَازَةٍ مِّنَ الْبَقِیْعِ فَوَجَدَنِيْ وَاَنَا جَدُّ صُدَاعًا وَاَنَا اَقُوْلُ وَاَرَا سَاهُ قَالْ بَلْ اَنَا یَا عَائِشَةُ وَاَرَا سَاهُ قَالْ وَمَا ضَرَّكَ لَوُمْتُ قَبْلٰی فَعَسَلْتُكَ وَكَفَّتُكَ وَصَلَّیْتُ عَلَیْكَ وَدَفَنْتُكَ قُلْتُ لَكَ اَنِّیْ بِكَ وَاللّٰهِ لَوْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ لَرَجَعْتُ اِلٰی بَیْتِیْ فَعَرَّسْتُ فِیْهِ بِبَعْضِ نِسَائِكَ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ بَدِیْ فِیْ وَجْهِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ. ۱

”ایک دن رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ سے بقیع سے واپس ہوئے تو مجھے پایا کہ میں سر درد محسوس کرتی تھی اور کہتی تھی ہائے رے سر۔ حضور کریم ﷺ نے فرمایا، بلکہ میں کہتا ہوں ہائے رے سر (یعنی تمہارے سر میں درد نہیں ہے بلکہ

۱۔ بخاری جلد ۲ ص ۶۳۸، مسلم مسند احمد جلد ۶ ص ۸۹، قرطبی جلد ۳ جز ۵ حدیث نمبر ۲۷۱، شرح السنۃ موطا امام مالک البدایۃ والنہایۃ جلد ۵ ص ۲۴۰، دلائل النبوة جلد ۷ ص ۶۰۸، مشکوٰۃ ص ۵۲۸-۱۸، ابن ماجہ ص ۷۰، مختصر دارمی جلد ۱ ص ۳۸، مشکوٰۃ ص ۵۴۹، کتاب الوفا جلد ۱ ص ۷۰-۷۹، مدارج النبوة جلد ۲ ص ۲۱۵، مختصر سیرۃ الرسول ص ۲۵۹، مترجم جلد ۲ ص ۲۵۷، المواہب الدنیا جلد ۲ ص ۵۲۴، انوار محمدیہ مترجم ص ۶۹۰، مختصر دلائل النبوة للشیخ جلد ۷ ص ۱۶۹، جلد ۲ ص ۲۱۸، السنن الکبریٰ للشیخ جلد ۳ ص ۳۹۶، دارقطنی جلد ۲ ص ۷۲، سیرت حلبیہ جلد ۳ ص ۳۴۳، طبری جلد ۲ ص ۱۹۱، نصب الراية جلد ۲ ص ۲۵۱، تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۰۷۔



میرے سر (انور) میں درد ہے جس کا اثر تم پر پڑ رہا ہے) فرمایا تمہیں مضر نہیں اگر مجھ سے پہلے فوت ہو گئیں تو میں تمہیں غسل دوں گا (یہ سرکار کائنات ﷺ کے خصائص میں سے ہے وگرنہ شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا) آپ ﷺ نے فرمایا: کفن پہناؤں گا اور تم پر نماز پڑھوں گا اور تمہیں دفن کروں گا۔ (یہ بات آپ ﷺ نے مزاح کے طور پر فرمائی تو سیدہ اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی محبوب کائنات ﷺ سے محبت بھرا مزاح کیا) فرماتی ہیں، میں بولی، میں آپ ﷺ کو محسوس کرتی ہوں خدا کی قسم اگر آپ ﷺ یہ کرتے تو آپ (ﷺ) میرے گھر واپس آئیں گے اس میں بعض بیویوں کے ساتھ آرام فرمائیں گے۔ تب کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرائے۔ پھر آپ ﷺ کا وہ مرض شروع ہو گیا جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا۔“

## ۴۔ حضرت اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) کو جہاد کے لئے روانہ کرنا:

مہر فن سیر و تاریخ آورندہ اند کہ روز دوشنبہ بست و ششم صفر در سال یازدہم از ہجرت حضرت رسالت مآب ﷺ امر فرمود کہ یاراں ہتھیہ اسباب مقابلہ و مقاتلہ پروازند روز دیگر آنحضرت ﷺ اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) را طلبید و فرمود کہ ترا امیر این لشکر میسازم..... بعد از دو روز چہار شنبہ ماہ صفر آنحضرت ﷺ رات ب گرفت و در دسر عظیم روی نمود و در روز پنجشنبہ صلح ہمیں با وجود احراف مزاج لوائی بدست مبارک جست اسامہ بن زید ترتیب نمودی باوی گفت بسم اللہ فی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ ۹ ترجمہ: ماہرین فن سیرت و تاریخ نے بیان کیا ہے:

”ماہ صفر ۱۱ھ کی (۲۶) چھبیسویں تاریخ دوشنبہ (پیر) کے روز حضور

۹ مدارج النبوة رکن چہارم باب نمبر ۱۳ فصل نمبر ۲ ص ۳۳۵ (فارسی) مختصر سیرۃ الرسول جلد ۱ ص ۲۵۸ تاریخ طبری جلد ۱ ص ۵۱۲ عربی مترجم جلد ۲ ص ۱۸۸ السیرۃ النبوة مترجم اسمی عیون الاثر فی فنون المغازی و الشمائل و السیر جلد ۲ ص ۳۵۲ طبقات ابن سعد مترجم جلد ۱ ص ۴۷۳ اخبار النبی ﷺ بخاری جلد ۲ ص ۶۲۱ مختصر فقط ذکر و انگلی حضرت اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ)۔

نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) رومی لشکر کے مقابلہ و مقاتلہ کی تیاری کریں۔ دوسرے روز حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اُسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) کو طلب فرمایا اور فرمایا: تجھے میں اس لشکر کا امیر بناتا ہوں مگر اسی مہینہ کے اسی ہفتہ کو روز چہار شنبہ (آخری چہار شنبہ یعنی صفر المظفر آخری بدھ آپ ﷺ) کو بخار ہو گیا اور سخت سرد و ظاہر ہوا۔ اسی مہینے کے روز پنجشنبہ (یعنی جمعرات) کو طبیعت کی خرابی کے باوجود اپنے دست مبارک سے حضرت اُسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) کے لئے جھنڈا تیار کیا اور فرمایا: اللہ (جل جلالہ) کے نام سے اللہ (جل شانہ) کی راہ میں جہاد کرو اور اُس سے جنگ کرو جو اللہ جل شانہ کی راہ میں کفر کرے۔

## ۵۔ تاریخ طبری میں ہے:

بُدِئَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَجُعَ اللَّيْلَتَيْنِ بَقِيَّتَا مِنْ صَفَرٍ ۱۰  
 ”جب رسول اللہ ﷺ کے مرض کا آغاز ہوا، اُس وقت صفر (المظفر) کی دو راتیں باقی رہیں تھیں۔“

## ۶۔ تاریخ ابن خلدون میں ہے:

بَدَأَ الْوَجْعُ لِلَّيْلَتَيْنِ بَقِيَّتَا وَتَمَادَى بِهِ وَجُعُهُ وَهُوَ بِدَوْرِ  
 عَلَى حَتَّى نِسَائِهِ ۱۱  
 ”صفر المظفر ۱۱ھ (بمطابق ۶۳۲ء) کی دو راتیں باقی تھیں۔ آپ  
 (ﷺ) اُسی درد کی حالت میں ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کے گھروں میں  
 باری باری تشریف لے جاتے رہے۔“

## ۷۔ اکامل فی التاریخ میں ہے:

اِبْتَدَاءَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَرُضُهُ أَوْ آخِرَ صَفَرٍ فِي بَيْتِ  
 ۱۰۔ تاریخ طبری جلد ۲ ص ۸۸۔ ۱۱۔ تاریخ ابن خلدون جلد ۲ ص ۶۱، عربی (مترجم جلد ۲ ص ۲۰۵)۔



## زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْش ۱۲

”رسول اللہ ﷺ کے اُس مرض کا آغاز (جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا) صفر المظفر کے آخر میں (ام المؤمنین حضرت) زینب بنت جحش (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر سے ہوا۔“

## ۸۔ طبقات ابن سعد میں ہے:

عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ أَوَّلُ مَا بَدَأَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَكْوَاهُ يَوْمَ الْأَرْبَعَاءِ فَكَانَ شَكْوَاهُ إِلَى أَنْ قُبِضَ ﷺ ثَلَاثَةَ عَشَرَ يَوْمًا ۱۳

”حضرت عمر بن علی رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں کہ سب سے پہلے جس روز رسول اللہ ﷺ کا عارضہ شروع ہوا وہ (صفر المظفر کے مہینے کے آخری ہفتہ کا) آخری بُدھ (یعنی آخری چہار شنبہ) تھا۔ اور یہ عارضہ ۱۳ دن آپ ﷺ کے وصال تک جاری رہا۔“

## ۹۔ کتاب الوفاء میں ہے:

ابْتَدَأَ بِهِ صُدَاعٌ فِي أَوَاخِرِ صَفَرٍ سَنَةِ إِحْدَى عَشْرَةَ مِنْ الْهَجْرَةِ قَالَ الْوَاقِدِيُّ لِلْيَلْتِنِ بَقِيَّتَا مِنْهُ وَقَالَ غَيْرُهُ لَيْلَةً وَقِيلَ بَلْ مَفْتَحُ رَبِيعٍ (الْأَوَّلِ) ۱۴

”نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے گیارہویں سال، ماہ صفر (المظفر) کے آخری ایام میں دوسرا عارضہ لاحق ہوا۔ کہتے ہیں کہ (صفر المظفر کی) دو راتیں باقی تھیں اور بعض کہتے ہیں صرف ایک رات باقی تھی اور بعض نے کہا ربیع الاول شریف کے مہینے کا آغاز تھا۔“

۱۲ الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد ۲ ص ۳۱۷-۳۱۸ طبقات کبریٰ ابن سعد جلد ۲ ص ۲۰۶ عربی۔

۱۳ کتاب الوفاء جلد ۱ جز ۲ ص ۷۹۔

## ۱۰۔ مدارج النبوت میں ہے:

”مدارج النبوت“ میں شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ابتداء مرض آنحضرت ﷺ در آواخر صفر بود و دوشنبی کہ باقی مانده بود ازوی و در روایتی روز چہار شنبہ بود و در روایتی مفتوح ربیع الاول ۱۵

”حضور ﷺ کی علالت کی ابتداء اواخر صفر (المظفر) میں ہوئی۔ ماہ صفر المظفر کی دو راتیں باقی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ بُدھ (یعنی چہار شنبہ) کا دن تھا اور ایک روایت میں شروع ماہ ربیع الاول آیا ہے۔“

۱۱۔ البدایہ والنہایہ میں ہے:

”محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ میں حجة الوداع سے واپس آئے اور بقیہ مہینہ اور محرم الحرام اور صفر المظفر مدینہ منورہ میں رہے اور (حضرت) اُسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا اور ابھی لوگ اسی کیفیت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری کا آغاز ہوا جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے رحم و کرم کے ارادے سے صفر المظفر کی بقیہ راتوں یا ماہ ربیع الاول کے آغاز میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔ اس کے مطابق رسول کریم ﷺ کی بیماری کا آغاز اس طرح ہوا کہ (منگل کی) نصف شب کو آپ ﷺ بقیع الغرقہ کی طرف چلے گئے اور وہاں مدفون لوگوں کے لئے بخشش طلب کی، پھر اپنے اہل خانہ کے پاس تشریف لے آئے۔ جب صبح ہوئی تو اُس روز (یعنی بُدھ کے دن) آپ ﷺ کو درِ دُسر کی ابتداء ہوئی۔“ ۱۶

## ۱۲۔ تاریخ خمیس میں ہے:

اَبْتَدَاءُ بِهِ صُدَاعٌ فِيْ اَوَاخِرِ صَفَرٍ لِلْيَلَتَيْنِ بَقِيَّتَا مِنْهُ يَوْمَ

الْأَرْبَعَاءِ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ وَقِيلَ لَيْلَةٌ وَقِيلَ بَلْ فِي مَفْتَحِ الرَّبِيعِ الْأَوَّلِ ۝  
 ”رسول اللہ ﷺ کے مرض کی ابتداء ام المومنین حضرت ميمونہ رضی اللہ  
 عنہا کے گھر سے ہوئی جب کہ صفر المظفر کے آخری دو دن باقی تھے اور (آخری)  
 چہار شنبہ (یعنی بدھ) کا دن تھا۔ بعض کہتے ہیں ایک دن باقی تھا اور بعض کہتے ہیں  
 ربیع الاول شریف کا شروع تھا۔“

### ۱۳۔ سیرت ابن ہشام میں ہے:

ابْتَدَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِشَكْوِهِ الَّذِي قَبَضَهُ اللَّهُ فِيهِ، إِلَى  
 مَا أَرَادَ بِهِ مِنْ كَرَامَتِهِ وَرَحْمَتِهِ، فِي لَيْالٍ بَقِيْنَ مِنْ صَفَرٍ، أَوْ فِي أَوَّلِ  
 شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ، فَكَانَ أَوَّلَ مَا ابْتَدَى بِهِ مِنْ ذَلِكَ، فِيمَا ذَكَرَ لِي،  
 أَنَّهُ خَرَجَ إِلَى بَقِيعِ الْغُرَقِدِ، مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، فَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ، ثُمَّ رَجَعَ  
 إِلَى أَهْلِهِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ابْتَدَى بِوَجْعِهِ مِنْ يَوْمِهِ ذَلِكَ ۝  
 ”آخر صفر (المظفر) یا شروع ربیع الاول میں رسول کریم ﷺ نے جوار

رحمت پروردگار کی طرف رحلت فرمائی۔ اس علالت کا بیان مجھ کو اس طرح پہنچا کہ ایک  
 رات (یعنی منگل کی رات) رسول اکرم ﷺ بقیع غرقہ کے قبرستان میں تشریف  
 لے گئے۔ وہاں کے اہل قبور کے لئے دُعائے مغفرت فرما کر پھر اپنے دولت خانہ پر  
 تشریف لائے اور اس رات کی صبح (یعنی بدھ) کو آپ ﷺ کو درد سر شروع ہوا۔“  
 محولہ بالا تفصیل سے یہ بات اظہر من الشمس ہوئی کہ

- ۱۔ نبی کریم ﷺ کے عارضہ کا آغاز صفر المظفر کے مہینہ میں ہوا۔
- ۲۔ صفر المظفر کے مہینہ کے آخری تاریخوں میں ہوا جب کہ دو یا ایک دن  
 اس ماہ کے باقی تھے۔

۱۔ تاریخ الخبیس فی احوال نفس نفس از محمد بن الحسن الدیار بکری جلد ۲ ص ۱۱۶، مدارج النبوت جلد ۲  
 ص ۴۱۵، جوامع السیرۃ ابن حزم ص ۲۶۳-۱۸ سیرت ابن ہشام جلد ۱ جز ۴ ص ۲۵۷ (عربی)  
 مترجم جلد ۲ ص ۴۱۸۔

۳۔ آپ ﷺ کا عارضہ صفر المظفر کے آخری بُدھ (یعنی آخری چہار شنبہ) کو شروع ہوا۔

## ۱۴۔ شدت عارضہ کے دوران سر پر پانی انڈیلا:

(دورانِ عارضہ ایک واقعہ احادیثِ مبارکہ میں بیان ہے مگر اس کا تعلق غسلِ صحت یا آخری چہار شنبہ سے نہیں ہے۔)

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَاذَنَ اَزْوَاجَهُ اَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَاذِنَ لَهُ فَخَرَجَ وَهُوَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ تَخَطُّ رَجُلَا هُ فِي الْاَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ رَجُلٍ اَخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ فَاخْبَرْتُ عَبْدَ اللَّهِ بِالَّذِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بَنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَدْرِي مَنْ الرَّجُلُ الْاَخَرُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ؟ قَالَ قُلْتُ لَا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَكَانَتْ عَائِشَةُ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تُحَدِّثُ اَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا دَخَلَ بَيْتِي، وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ قَالَ: ”هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرْبٍ لَمْ تُحَلَّلْ اَوْ كَيْتِهِنَّ لَعَلِّي اَعْهَدُ اِلَى النَّاسِ“ فَاجْلَسْنَاهُ فِي مِخَضِبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقُرْبِ حَتَّى طَفِقَ يُشِيرُ اِلَيْنَا بِيَدِهِ اَنْ قَدْ فَعَلْتَنَّ، قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجَ اِلَى النَّاسِ فَصَلَّى لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ اِلَى اَخَرِ (۱۹)

”یہ کہ جب نبی کریم ﷺ (اُم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ

۱۹۔ بخاری جلد ۲ ص ۶۳۹، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۵۷۷، فتح الباری جلد ۸ ص ۱۷۸، عمدة القاری جلد ۹ جز ۱ ص ۱۸، تفہیم البخاری جلد ۶ ص ۵۶۹-۵۶۸، انوارِ محمدیہ مترجم ص ۶۹۱، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۱۵۳، دلائل النبوة للبیہقی جلد ۷ ص ۱۷۷، البدایہ والنہایہ جلد ۳ جز ۵ ص ۲۲۵، تفہیم البخاری جلد ۱ ص ۴۶۱، ۱۰۴۱۔



عنها کے حجرہ مبارک میں بیمار ہوئے) اور آپ (ﷺ) کی بیماری سخت ہو گئی تو آپ (ﷺ) نے اپنی دوسری ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) سے اجازت لی کہ بیماری میں میرے حجرہ مبارک میں رہیں۔ انہوں نے اجازت دی، آپ (ﷺ) دو آدمیوں ایک (حضرت) عباس (رضی اللہ عنہ) اور ایک اور شخص پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف لائے اس طرح نکلے کہ آپ (ﷺ) کے دونوں پاؤں زمین پر لکیر بنا رہے تھے۔ عبید اللہ (بن عبد اللہ بن عتبہ) نے کہا میں نے حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی یہ حدیث شریف (حضرت) عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے بیان کی۔ انہوں نے کہا تو جانتا ہے وہ دوسرے صاحب کون تھے؟ جن کا نام (حضرت) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے نہیں لیا ۲۰ میں نے کہا نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ (حضرت) علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) تھے۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بیان فرماتی ہیں جب نبی کریم (ﷺ) میرے حجرہ (مبارک) میں تشریف لائے اور آپ (ﷺ) کی تکلیف سخت ہو گئی تو آپ (ﷺ) نے حکم فرمایا کہ ”سات مشکیں پانی لاؤ جن کے منہ کھولے گئے ہوں۔ ان مشکوں کا پانی میرے اوپر انڈیلو، شاید میں لوگوں کو نصیحت کر سکوں۔“ (حضرت) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں، ہم نے آپ (ﷺ) کو (ام المؤمنین حضرت) حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ٹب میں بٹھایا اور آپ (ﷺ) کے سر مبارک پر پانی ڈالنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ آپ (ﷺ) نے (نورانی) ہاتھ (مبارک) کے اشارے سے فرمایا، بس کرو۔ پھر آپ (ﷺ) لوگوں کی طرف تشریف لائے اور اُن کو نماز پڑھائی اور خطاب فرمایا۔“

یہ وصال مبارک سے پانچ دن پہلے اور عشاء کی نماز سے قبل کا واقعہ ہے، ۲۰ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دوسرے شخص کا نام اس لئے نہ بتلایا کہ کبھی عقیل بن عباس (رضی اللہ عنہ) ہوتے کبھی حضرت اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) جیسا کہ دوسری روایات میں ہے اور کبھی حضرت علی (رضی اللہ عنہ) ہوتے تھے اس لئے عدم یقین کی بناء پر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خصوصی طور پر نام ذکر نہ کیا تھا۔

جب کہ حضور نبی کریم ﷺ تیرہ یا چودہ دن علیل رہے ہیں۔ اس روایت میں پانی کی مشکوں کا (نورانی) سر (مبارک) پر انڈیلنے کا ذکر ہے، لیکن اس کو بھی غسلِ صحت نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی اس واقعہ کے ساتھ باغ کی سیر کا ذکر ہے۔ اس لئے ہمیں خلاف واقع عمل سے گریز کرنا چاہیے۔

لوگوں کے حسنِ ظن پر ایک باشعور اور ذی فہم مسلمان فتویٰ نہیں لگا سکتا کہ لوگ بایں نیت سیر کرتے ہیں کہ سرکارِ کائنات ﷺ نے غسلِ صحت فرما کر باغ کی سیر فرمائی تھی۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی محبت کی روشنی میں ایسے لوگوں سے کہا جاسکتا ہے کہ اس دن خلاف واقع سیر کی بجائے تلاوتِ قرآن مجید کی جائے، درود شریف پڑھا جائے، غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور بیواؤں کی مدد کی جائے اور بے پردگی اور عریانی سے بچا جائے۔

آئیے اب ذیل میں کچھ اور بزرگوں کی تحریروں کا مطالعہ کرتے ہیں:

حضرت علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

”ماہِ صفر ۱۱ھ کے آخر عشرہ میں حضور کریم ﷺ بیمار ہو گئے..... پھر

فرمایا: ماہِ صفر (المظفر) کی ایک دو راتیں باقی تھیں کہ مرض کا آغاز ہوا۔“ ۲۱

احکام شریعت ص ۱۸۳ پر مسئلہ نمبر ۹۳ لکھا ہے کہ:

”آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں، اس دن حضور نبی کریم ﷺ کی

صحت یابی کا کوئی ثبوت نہیں ہے بلکہ مرض اقدس جس میں وفات ہوئی اس کی ابتداء

اسی دن سے بتلائی جاتی ہے۔“

زندگی کے تمام فقہی مسائل کی عظیم کتاب ”بہار شریعت“ کے مصنف اور

امام اہلسنت مجددِ دین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی علیہ

الرحمہ کے شاگرد رشید اور خلیفہ مولانا مفتی محمد امجد علی صاحب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

”ماہِ صفر (المظفر) کا آخری چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے



لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں، سیر و تفریح اور شکار کو جاتے ہیں۔ پوریاں بکتی ہیں اور نہاتے دھوتے ہیں، خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور کریم ﷺ نے اس روز غسلِ صحت فرمایا اور بیرونِ مدینہ (منورہ) سیر کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ ان دنوں میں حضور نبی کریم ﷺ کا مرض شدت کے ساتھ تھا۔ لوگوں کی جو بنائی ہوئی باتیں ہیں، سب خلافِ واقع ہیں، ۲۲۔

### ملک الموت علیہ السلام کا اجازت لینا:

حضرت جعفر بن محمد سے روایت ہے وہ اپنے والد سے راوی ہیں کہ ایک قریشی آدمی ان کے والد حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا، بولا کیا میں تمہیں رسول کریم ﷺ کی حدیث شریف نہ سناؤں؟ آپ نے فرمایا ہاں! ہمیں حضور ابوالقاسم ﷺ کی حدیث شریف سناؤ۔ اُس نے کہا: ”جب رسول کریم ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے، عرض کیا: یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے، خصوصیت سے آپ ﷺ کی عزت افزائی فرمانے اور احترام فرمانے کے لئے، اللہ تبارک و تعالیٰ آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھتا ہے، جو وہ آپ ﷺ سے زیادہ جانتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟ فرمایا: اَجْدُنِي يَا جَبْرِئِيلُ مَغْمُومًا وَاَجْدُنِي يَا جَبْرِئِيلُ مَكْرُوبًا ”اے جبرائیل علیہ السلام میں اپنے آپ کو نمکین پاتا ہوں اور اے جبرائیل علیہ السلام میں اپنے آپ کو ملول پاتا ہوں۔“

پھر رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں دوسرے دن حاضر ہوئے آپ ﷺ سے وہی عرض کیا، نبی کریم ﷺ نے ویسا ہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا، پھر آپ کے پاس تیسرے دن آئے، تو وہی عرض کیا جو پہلے دن عرض کیا تھا اور حضور ﷺ نے انہیں وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا، ان کے ساتھ ایک فرشتہ آیا جسے ”اسماعیل“ کہا جاتا ہے وہ ایک لاکھ ایسے فرشتوں کا سردار ہے جو ہر ایک ایک

لاکھ فرشتوں اس پر سردار ہے۔ اُس نے رسول کریم ﷺ سے اجازت مانگی، پھر آپ ﷺ نے اُس کے متعلق پوچھا، پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا: هَذَا مَلَكُ الْمَوْتِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ مَا اسْتَأْذَنَ عَلَى آدَمِي قَبْلَكَ وَلَا يَسْتَأْذِنُ عَلَى آدَمِي بَعْدَكَ ”یہ موت کا فرشتہ ہے آپ ﷺ سے اجازت مانگ رہا ہے۔ اُس نے آپ ﷺ سے پہلے کسی آدمی سے اجازت نہیں مانگی اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی آدمی سے اجازت مانگے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِئْذَنُ لَهُ فَادْخُلْ لَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ ”اسے اجازت دے دو انہوں نے اُسے اجازت دے دی“۔ اُس نے عرض کیا یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے تو اگر آپ ﷺ مجھے اجازت فرمائیں تو میں آپ ﷺ کی جان قبض کر لوں اور اگر آپ ﷺ مجھے چھوڑنے کا حکم فرمائیں تو میں اُسے چھوڑ دوں تو فرمایا: وَتَفْعَلُ يَامَلِكُ الْمَوْتِ؟ ”اور اے ملک الموت کیا تم یہ کام کرو گے؟“ عرض کیا: نَعَمْ بِذَلِكَ أُمِرْتُ وَ أُمِرْتُ أَنْ أَطِيعَكَ ”ہاں! (جی حضور صلی اللہ علیک وسلم) مجھے اسی کا حکم ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ ﷺ کی اطاعت کروں“۔ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی طرف دیکھا تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ اشْتَقَّ إِلَيَّ لِقَائِكَ ”اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ تبارک و تعالیٰ آپ ﷺ کی ملاقات کا مشتاق ہے“۔ تو نبی کریم ﷺ نے حضرت ملک الموت علیہ السلام سے فرمایا: امْضُ لِمَا أُمِرْتُ ”جس کا تمہیں حکم کیا گیا ہے وہ کر گزرؤ“۔ چنانچہ انہوں نے روح قبض کر لی۔ جب رسول کریم ﷺ نے وفات پائی اور تعزیت کا وقت آیا (تعزیت کے معنی ہیں پسماندگان کو تسلی دینا۔ تعزیت دُفن سے پہلے بھی ہوتی ہے اور دُفن کے بعد بھی۔ یہ تعزیت دُفن سے پہلے تھی) تو لوگوں نے گھر کے ایک کنارہ سے آواز سنی السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ إِنَّ فِي اللَّهِ عِزًّا مِّنْ كُلِّ

مُصِيبَةٍ وَخَلَفًا مِّنْ كُلِّ هَالِكٍ وَدَرَكًا مِّنْ كُلِّ فَائِتٍ فَبَا اللّٰهَ فَاتَّقُواْ وَآيَاهُ فَارْجُواْ فَإِنَّمَا الْمُصَابُ مَن حُرِمَ الثَّوَابَ فَقَالَ عَلِيٌّ أَتَدْرُونَ مَن هَذَا هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۲۳ ”اے گھر والو تم پر سلام اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت اور اُس کی برکتیں ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں ہر مصیبت میں صبر کرنا ہے اور ہر فوت شدہ کا خلیفہ ہے اور ہر گزر جانے والے کا عوض ہے، تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہی سے ڈرو اور اُس سے امید رکھو۔ پورا مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم کر دیا گیا۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا) ”یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں“ یہ آخری جملہ جس میں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کا ارشاد بیان ہے، یہ صاحب مشکوٰۃ نے نقل کیا ہے۔ مجمع الزوائد اور دلائل النبوة میں اس حدیث شریف کے ساتھ نہیں ہے۔

## ظاہری دنیا میں آپ ﷺ کا آخری دن یا آخری پیر:

حضرت انس بن مالک انصاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے جس بیماری میں وفات فرمائی، اُس بیماری کے دوران حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) لوگوں کی امامت کرتے رہے۔ جب پیر کا دن ہوا تو لوگ نماز میں صف باندھے کھڑے تھے آپ ﷺ نے اپنے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھایا اور کھڑے کھڑے ہمیں دیکھنے لگے آپ ﷺ کا نورانی چہرہ مبارک (حسن و جمال اور صفائی میں) گویا مصحف کا ایک ورق تھا۔ پھر آپ ﷺ مسکرا کر ہنسنے لگے۔ نبی کریم ﷺ کے دیدار سے ہم کو اتنی خوشی ہوئی کہ خوشی کے مارے نماز توڑنے ہی کو تھے اور حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹے، اس لئے کہ صف میں مل جائیں وہ سمجھے کہ آپ ﷺ نماز کے لئے باہر تشریف لائیں گے۔ لیکن آپ ﷺ نے ہمیں اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کر لو اور پردہ ڈال لیا۔ پھر اُسی دن آپ ﷺ رحلت فرما گئے۔ ۲۴

## صفر میں کچھ نہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لَا عَدْوٰی وَلَا صَفْرٌ وَلَا هَامَةٌ ۲۵

عدوی صفر اور ہامہ کوئی شے نہیں یعنی چھوٹ لگنا صفر کا ایک دوسرے کو لگنا اور اُلُو کا منحوس ہونا یہ سب باتیں کچھ نہیں (محض خیالات ہیں)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی دوسری روایت میں ہے، فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

لَا عَدْوٰی وَلَا طَيْرَةٌ وَلَا هَامَةٌ وَلَا صَفْرٌ ۲۶

عدوی طیرہ ہامہ اور صفر کوئی شے نہیں۔ عدوی کا معنی ہے ایک دوسرے کو بیماری لگ جانا۔ طیرہ کا معنی ہے بدفالی اور ہامہ کا معنی ہے نحوست اور محرم کو صفر بنا لینا یہ تمام کوئی شے نہیں۔